تحریر: ڈاکٹر محمد حمید اللہ

انگریزی سے ترجمہ: شبیر بیگ بریلوی

اسلام اور مسیحیّت کے باہمی روابط

[ڈاکٹر محمد حمید اللہ (ولادت: ۱۹۰۸ء) اپنی علمی و دینی خدمات کے سبب کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اُن کا ایک مقالہ The Friendly Relations of Islam with Christianity and how they deteriorated کے زیر عنوان "جرنل آف دی پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی" (کراچی) کے اولیں شمارے میں شائع ہوا تھا۔ مقالے کی اہمیت کے پیش نظر رئیس احمد جعفری (م ۱۹۶۸ء) نے اسی دور میں اس کا ترجمہ ماہنامہ "ریاض" (کراچی) بابت نومبر ۱۹۵۴ء میں پیش کر دیا تھا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے مقالے کا وہی ترجمہ بطور "قند مکرر" پیش کیا جا رہا ہے۔ طباعتی اغلاط کی تصحیح کر دی گئی ہے اور جہاں ایک دو جگہ مفہوم واضح نہیں ہو رہا تھا، انگریزی متن دیکھ کر اضافے کر دیے گئے ہیں۔ اولیں مترجم کی کاوش سے الگ شناخت کے لیے اضافات حوضین میں درج کیے گئے ہیں۔ ازرقی کی تالیف "اخبار مکہ" کے حوالے سے جو روایت بیان کی گئی ہے، یہ روح اسلام کے خلاف ہے، مگر ہم نے مقالے میں کتر بیونت مناسب خیال نہ کرتے ہوئے اسے نقل کر دیا ہے۔ مدیر]

گزشتہ ساڑھے تیرہ صدیوں میں مسلمانوں اور عیسائیوں میں جو لڑائیاں لڑی گئیں، ان میں بے گناہوں کا بہت سا خون بہایا گیا۔ ممکن ہے یہ بات عجیب معلوم ہو، مگر جیسا کہ ہم ابھی دیکھیں گے، حقیقت یہ ہے کہ اوائل اسلام میں صورتِ حالات یہ نہیں تھی اور آں حضرتؐ کے دل میں عیسائیت اور عیسائیوں کے بارے میں سب سے زیادہ جذباتِ ہمدردی موجود تھے۔ اس مضمون میں میں نے یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ اسلام اور مسیحیّت کے مابین دوستانہ روابط نے کس طرح ترقی کی اور کس طرح پیغمبر اسلامؐ کی حیات مبارکہ ہی میں ان میں ابتری پیدا ہوئی۔

ابن الجوزی کا بیان ہے کہ آں حضرتؐ سات سال کے تھے کہ آپؐ کی آنکھوں میں کوئی تکلیف پیدا ہوئی۔ قبل از اسلام کا مکہ طب میں جزیرۃ العرب کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ اس کی شہادت اس سے ملتی ہے کہ عربی میں اطباء کی سیرت کے جو لغات ہیں، ان میں ایک ایسے طبیب کا ذکر ہے جس نے

صحت و صفائی پر ایک کتاب تالیف کی تھی، لیکن اِس کے باوجود مکہ کی طبّی امداد آں حضرت ؐ کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکی۔ آپ کے دادا عبد المطلب آپ کو ایک عیسائی راہب کے پاس لے گئے جو عکاظ کے قریب ایک خانقاہ میں رہتا تھا۔ اِس عیسائی ''ڈاکٹر'' کے علاج سے آپ کو صحت ہو گئی۔ اس واقعہ کو قرآن کی آیت ذیل سے مربوط کرنے کی کوشش کیے بغیر میں یہ کہنے کی اجازت چاہوں گا کہ اس آیت کریمہ سے عیسائی راہبوں اور درویشوں کے ساتھ آغازِ اسلام کے جذبات و خیالات پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے :

> اور تحقیق تو پائے گا ان لوگوں میں سب سے زیادہ میلان رکھنے والا دوستی کا ایمان والوں کے ساتھ ، جو کہتے ہیں ہم عیسائی ہیں، یہ اس لیے کہ اِن میں پجاری اور راہب ہیں اور وہ غرور سے سرشار نہیں ہیں۔ (المائدہ : ۸۲)

آں حضرت ؐ کی حیات مبارکہ کا پینتالیسواں سال تھا، آپ متواتر پانچ سال سے قوم کی اصلاح کی دل و جان سے کوشش کر رہے تھے اور کفر و شرک اور دوسرے معاشرتی مفاسد سے اسے پاک کرنے کے لیے توحید کا اعلیٰ تصور پیش کر رہے تھے، مگر صورتِ حالات کچھ بہتر نہ تھی۔ مخالفت یوماً فیوماً شدت اختیار کرتی جا رہی تھی، یہاں تک کہ جسمانی و روحانی تعذیب کی صورت میں بدل چکی تھی۔ نہ صرف آپ ؐ، بلکہ آپ کے پیرو بھی مبتلائے مصائب کیے جا رہے تھے۔ جب نوبت یہاں تک پہنچی تو آپ ؐ نے اپنے معتقدین کو ہجرت کر کے حبشہ چلے جانے کی ہدایت کی۔ یہ ہمسایہ ملک مدت سے مسیحیّت پر قائم چلا آ رہا تھا، اور شاید تہذیب و خوشحالی دونوں میں مکہ سے آگے تھا۔ (حبشہ کی قوت و خوشحالی کا اندازہ اِس بات سے ہوتا ہے کہ اِس نے یمن پر حملہ کر کے اُسے اپنی مملکت میں شامل کر لیا تھا، اور ہاتھیوں کی مشہور فوج بھیجی جو درِ کعبہ تک پہنچ گئی تھی، اور جس کے پہنچنے پر سارے اہلِ مکہ بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپے تھے، نیز یہ کہ مکہ کے تاجر اِس ملک کو اپنی تجارتی منڈی سمجھتے تھے اور وہاں اپنے تجارتی قافلے لے جاتے تھے۔) ہمارے پاس کوئی ایسی شہادت نہیں جس سے معلوم ہو کہ پیغمبر اسلام اور آپ کے ہم عصر نجاشی شاہ حبشہ کے مابین کوئی ربط و تعلق تھا، تاہم زمانہ قبل از اسلام میں دربارِ نجاشی میں امرائے مکہ کی موجودگی کا پتہ چلتا ہے۔ بہر نوع جب آں حضرت ؐ نے مظلوم صحابہؓ کو یہ مشورہ دیا کہ وہ ہجرت کر کے حبشہ چلے جائیں تو فرمایا : ''حبشہ چلے جاؤ، اس ملک میں ایک ایسا بادشاہ حکمران ہے جو کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ یہ سچائی کی سرزمین ہے۔ وہاں اس وقت تک رہو، جب تک خدا تمہارے لیے اس عذاب سے بچنے کی کوئی صورت پیدا کرے جس میں تم مبتلا ہو۔'' (ابن ہشام، ص ۲۰۸)

اِس کے علاوہ پیغمبرؐ نے نجاشی کے نام سفارش کا ذاتی خط لکھ کر اپنے عم زاد بھائی جعفر طیارؓ کو دیا

جو مہاجرین کے پہلے قافلے میں شامل تھے۔ طبری کا بیان ہے کہ اِس نامہ مبارک کا خاص جملہ یہ تھا کہ ''میں تیرے پاس اپنے چچازاد بھائی جعفر اور دوسرے متعدد مسلمانوں کو بھیج رہا ہوں، جب وہ تیرے پاس پہنچیں تو ان کے ساتھ لطف و مہربانی کے ساتھ پیش آ۔'' (اِس اندازِ تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ راقمِ نامہ اور مکتوب الیہ میں پہلے سے ملاقات اور جان پہچان تھی۔) چنانچہ شاہ حبشہ نے مہاجرین سے بہت اچھا سلوک کیا۔ کفار مکہ نے شاہ حبشہ کے پاس دو دفعہ وفود بھیج کر کوشش کی کہ وہ ان پناہ گزینوں کو اپنے ملک سے نکال دے، مگر آج کل کے بہت سے ''مہذب'' عیسائی ملکوں کے برعکس جو اپنے اتحادیوں کے ساتھ بھی وفا نہیں کرتے، نجاشی نے دونوں مرتبہ برگشتہ بخت مسلمانوں کو ان کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا، حالانکہ نسل و مذہب دونوں کے لحاظ سے وہ بالکل مختلف تھے، اور یہی نہیں، بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے پناہ گزینوں کے مختلف ارکان ذکور و اناث کو وقتاً فوقتاً شاہانہ عنایات و عطایا سے نوازا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ یہ مسلمان مرد اور عورتیں عیسائیوں کے گرجاؤں میں بھی آزادی سے جاسکتی اور اُن کی زینت و آرائش دیکھ سکتی تھیں۔

غیر مسلم، اسلام پر خون آشامی اور مجنونانہ جارحانہ جنگوں کا کیسا ہی الزام لگائیں، مگر وہ یاد رکھیں کہ حبشہ کے عیسائیوں کے بارے میں آں حضرتؐ کے قلب مبارک میں بڑی جگہ تھی۔ غور کیجیے کہ جب کچھ اہلِ حبشہ نجاشی کے سفیر بن کر مدینہ آئے تو کیا اپنے خدام کو حکم دینے کے بجائے آں حضرتؐ نے ذاتی طور پر ان کی تواضع و مدارات نہیں کی! اور کیا آپؐ نے مسلمانوں کے لیے ہمیشہ باقی رہنے والی یہ وصیت نہیں چھوڑی کہ اہلِ حبشہ کو اُن کے حال پر چھوڑ دو، تاوقتیکہ وہ تمہارے خلاف جارحانہ کارروائی عمل میں نہ لائیں!'' عیسائی حبشہ کے خلاف کوئی جنگ نہیں، خواہ وہ [یعنی حبشہ [غیر اسلامی'' ہی ہو۔

مسلمانوں کے عیسائی ملک کو ہجرت کرنے کے پندرہ سال بعد جب آپؐ مکہ میں فاتحانہ طریق پر داخل ہو رہے تھے، اسی مکہ میں جہاں سے آپ کو اور آپؐ کے معتقدوں کو سفاکی کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ چلے جانے پر مجبور کیا گیا تھا، ایک واقعہ پیش آتا ہے۔ مشہور و مستند مصنّف ازرقی نے اپنی کتاب ''اخبار مکہ'' میں اِس عجیب واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ اس کے پایہ استناد کا عالم یہ ہے کہ بعد کے تمام مؤرخوں نے اِسی کتاب سے استفادہ کیا ہے۔ اس کی تصدیق کے لیے میں نے نہ صرف یورپ کے مطبوعہ ایڈیشن کا مطالعہ کیا ہے، بلکہ ترکی [کے کتب خانوں میں محفوظ مخطوطات | بھی دیکھے ہیں۔ اس میں اضافہ والحاق کے ادنیٰ شائبہ کی گنجائش نہیں۔ ازرقی لکھتا ہے کہ جب ۸ ہجری میں مکہ پر قبضہ ہوا تو بیت اللہ کے احاطہ سے آپؐ نے ان تمام بتوں کو صاف کرا دیا جو وہاں بنائے گئے تھے۔ اس کے بعد آپ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے، یہاں دیکھا کہ دیواروں پر متعدد روغنی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔

آپ کو یہ دیکھ کر تکلیف ہوئی کہ جو گھر اللہ کی عبادت کے لیے وقف ہے، اس میں ایسی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ آپ نے حکم دیا کہ ان سب کو کھرچ دیا جائے، مگر ایک تصویر پر آپ نے ہاتھ کی ہتھیلی رکھ کر فرمایا، اسے چھوڑ دو، باقی سب کو صاف کر دو۔ یہ مریم اور آپ کے بچے مسیح کی شبیہ تھی۔

ان مختلف واقعات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ آں حضرتؐ کے دل میں مسیح اور مسیحیوں کے ساتھ کتنی ہمدردی تھی، حالانکہ آپ نے ان کے عقائد و مراسم کی مخالفت کی (جنہیں آپ بعد کا اضافہ سمجھتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ عیسیٰؑ نے ان باتوں کی تعلیم نہیں دی۔)

۶ ہجری کے آخری ہفتوں کا واقعہ ہے کہ آپ نے اپنے "بھائی" عیسیٰؑ کی طرح اسلام کی تبلیغ کے لیے باہر وفود بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ ابن ہشام اور دوسرے مستند ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دن آں حضرتؐ نے صحابہؓ کو جمع کر کے فرمایا کہ میں تم میں سے کچھ لوگوں کو تبلیغ کے لیے دور کے ملکوں میں بھیجنا چاہتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ عیسیٰؑ کے حواریوں کی طرح تم اس میں پس و پیش نہیں کرو گے۔ اس کے بعد آپؐ نے حواریوں کا قصہ بیان فرمایا اور کچھ صحابہؓ کو منتخب کر کے ہر ایک کو ایک ایک ملک کے لیے مقرر کیا۔ کام بہت مشکل اور جان جوکھم کا تھا۔ مختلف حکمرانوں کے نام نامہ ہائے مبارک لے کر جانا تھا جن میں انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ یہاں ان وفود کی تفصیلات پر گفتگو کرنے کا موقع نہیں جو عیسائی بادشاہوں، شہنشاہ روم، حبشہ کے نجاشی اور مصر کے قبطی سردار وغیرہ کے یہاں بھیجے گئے، لیکن ان مشنوں میں سے ایک کا تعلق ہم سے براہ راست ہے۔ آپؐ نے ایک مکتوب بُصریٰ (فلسطین) کے بازنطینی گورنر کے نام روانہ فرمایا۔ جس وقت آپ کا سفیر، شرحبیل بن عمرو کے علاقہ سے گزر رہا تھا جو بازنطینی شہنشاہ کے زیرِ حمایت غسانی قبیلہ کا سردار تھا تو اس (یعنی شرحبیل) نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

یہ قتل بین الاقوامی قواعد کی انتہائی سنگین خلاف ورزی تھی۔ اس پر مستزاد یہ کہ بازنطینی شہنشاہ نے اصلاح احوال اور تلافی مافات سے انکار کر دیا اور مجرم کی، جو مذہباً عیسائی تھا، پشت پناہی کی۔ اوائل ۸ ہجری میں آپ نے مجرم کی سرزنش کے لیے تین ہزار فوج روانہ کی۔ موتہ کے مقام پر پہنچ کر معلوم ہوا کہ شہنشاہ نے ایک لاکھ سے زیادہ فوج بھیجی ہے، مگر تعداد کے اس تفاوت کے باوجود مسلمان پیچھے نہیں ہٹے، اُنہوں نے حملہ کیا، فوج کا سردار اور اس کے ماتحت دوسرے اور تیسرے سردار کام آئے، (دوسرے درجہ کے سردار آپ کے چچازاد بھائی جعفر طیارؓ تھے جو حبشہ سے واپس آ گئے تھے)، مگر اس کے باوجود مسلمان ہراساں نہیں ہوئے۔ اُنہوں نے اپنے طور پر خالدؓ بن ولید کو کمانڈر منتخب کر کے جنگ جاری رکھی۔ جب خالدؓ نے مدینہ کی واپسی کا فیصلہ کیا تو دشمن کی کافی گوشمالی کی جا چکی تھی، یہاں تک کہ اس نے پسپا ہونے والے اسلامی لشکر کا تعاقب کرنے کی جرات نہیں

کی۔

دوسرے سال آں حضرتؐ خود ایک زبردست فوج لے کر روانہ ہوئے۔ اس کی تعداد تیس ہزار تھی۔ مدینہ سے چل کر آپؐ نے تبوک میں قیام فرمایااور ہرقل کودوسرا خط روانہ کیا۔ اس خط کا مضمون تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے۔ آپؐ نے اُسے دعوت دی کہ اسلام قبول کر یا خراج ادا کر، اور کم سے کم اپنے ملک میں لوگوں کو ضمیر کی آزادی دے تاکہ جو کوئی اسلام قبول کرنا چاہے، سلامتی کے ساتھ کر سکے۔ مشہور محدث ابو عبید اپنی "کتاب الاموال" میں لکھتے ہیں کہ شہنشاہ نے آپؐ کے پاس بطور تحفہ سونے کے کچھ سکے بھیجے، لیکن اس کے ساتھ ٹال مٹول کا جو خط روانہ کیا، اس سے آپؐ نے یہ نتیجہ نکالا کہ اُسے صلح منظور نہیں، لہٰذا آپ نے حکم دیا کہ اس تحفہ کو مالِ غنیمت سمجھا جائے، دوستانہ تحفہ نہ سمجھا جائے۔ اس کے فوراً ہی بعد شہنشاہ نے اپنے وہاں کے گورنر کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ ایمان لے آیا تھا، اور اس کی اطلاع اس نے آں حضرت کو دے دی تھی۔ (عرب تاریخ میں اس شہید گورنر فروہ کی خط و کتابت محفوظ ہے۔)

اس واقعہ نے گفت و شنید اور باہمی تعلقات کے تصفیہ کے تمام امکانات کا خاتمہ کر دیا، حتیٰ کہ ایک غسانی سردار نے مدینہ پر چڑھائی کرنے کے لیے ایک فوج بھی تیار کی، مگر یہ منصوبہ پورا نہیں ہوا۔ آں حضرتؐ نے اپنی علالت کے چند روز بعد بسترِ مرگ سے اسامہؓ کے ماتحت ایک اور فوج روانہ کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ مسلم سفیر کے قاتل کے ملک پر حملہ کرے۔ اس کے بعد جوابی کارروائیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا، اور چند ماہ بعد خلیفہ ابو بکرؓ نے سلطنتِ روم کے خلاف کھلی جنگ کا اعلان کر دیا۔ اس کے واقعات مشہور ہیں۔ عربوں کی حیرت انگیز فتوحات تاریخ میں بے مثل ہیں۔ اس کے بعد صلیبی لڑائیوں اور دوسری جنگوں کی وجہ سے اسلام و عیسائیت | کے روابط اب تک غیر فیصل شدہ | ہیں۔ خدا ہی جانتا ہے کہ انسان جنگ و پیکار کے بے سود پن کو کب سمجھے گا۔